© rasailojaraid.com

وفیات شخصیات

حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ

۱۹ھ ـــــــــــــــــ ۹۴ھ

از مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب صدر مدرس تقویۃ الاسلام لاہور

(۲)

زیرکی و عقلمندی آپ بڑے سمجھدار و عقل مند تھے۔ امام ابن حبان ثقات میں لکھتے ہیں :-

کان من افاضل اهل المدینة و عقلائهم۔ [1]

آپ مدینہ کے اصحاب فضل اور اہل عقل میں سے تھے۔

آپ کی عقلمندی و دانائی کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے بخوبی ہو سکتا ہے :-

آپ اپنے بھائی عبد اللہ بن زبیر کی شہادت کے بعد عبد الملک کے پاس گئے۔ ایک دن موقعہ پاکر کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے میرے بھائی کی تلوار دے دیں۔ عبد الملک کہنے لگا وہ تلواروں کے ڈھیر میں پڑی ہے اور مجھے اس کی پہچان نہیں ہے۔ آپ فرمانے لگے جب تلواریں میرے پاس آجائیں گی تو میں اسے پہچان لونگا۔ عبد الملک نے تلواریں لانے کا حکم دیا جب آپ کے سامنے ڈھیر کر دی گئیں۔ تو آپ نے ایک دندانہ دار تلوار پکڑ لی اور فرمایا یہ میرے بھائی کی تلوار ہے۔ عبد الملک نے پوچھا۔ آپ اسے پہلے پہچانتے تھے ؟ بولے "نہیں"۔ وہ کہنے لگا "تو پھر اس کو کیسے پہچانا ؟" فرمایا "نابغہ ذبیانی کے اس قول کی وجہ سے پہچانا ہے ؎

ولا عیب فیهم غیر ان سیوفهم بهن فلول من قراع الکتائب [2]

میرے ممدوحین میں بجز اس کے اور کوئی عیب نہیں کہ لشکروں کے کاٹنے کے باعث ان کی تلواروں میں دندانے پڑ گئے ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے حضرت عبد اللہ کی شہادت کے بعد عبد الملک نے آپ سے کہا عروہ! اپنے والد زبیرؓ کی تلوار پہچانتے ہو؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ بولا اس میں کیا علامت ہے؟ آپ نے فرمایا

---

[1] تہذیب التہذیب ص ۱۸۲ ج ۷ [2] ابن خلکان طبع ۳ ج ۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس میں دندانہ ہے ، جو جنگ بدر میں اس کی دھار میں واقع ہو گیا تھا۔ عبدالملک نے کہا: "آپ ٹھیک کہتے ہیں" الخ

بھن فلول من قراع الکتائب

پھر اس نے یہ تلوار آپ کے حوالے کر دی۔ آپ کے صاحب زادے ہشام کا بیان ہے کہ آپ کے انتقال کے بعد ہم سب بھائیوں نے اس کی قیمت تین ہزار روپے مقرر کی ہم میں سے ایک نے یہ قیمت ادا کر کے تلوار اپنے قبضہ میں کر لی۔ کاش ! میں اسے خرید لیتا۔[1]

ہو سکتا ہے یہ وہی تلوار ہو جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اس وقت حضرت عبداللہ کے قبضے میں ہونے کی وجہ سے ان کی طرف منسوب کی گئی ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ دوسری ہو۔ واللہ اعلم !

سفر شام اور رنج و محنت کا آغاز مورخین کا بیان ہے کہ آپ اپنی کسی حاجت کے لیے ولید بن عبدالملک کے پاس دمشق گئے۔ ابھی کچھ زیادہ دور نہیں گئے تھے کہ آپ کے پاؤں میں ایک خبیث ورم نمودار ہوا، خیال نہیں تھا کہ یہ کوئی خطرناک صورت اختیار کرے گا اس لیے واپس آنے کی بجائے آپ نے اپنے مقصد کی طرف سفر جاری رکھا، مگر یہ زخم بڑا ہی ہولناک ثابت ہوا۔ اس نے دمشق پہنچتے تک آپ کی نصف پنڈلی کھا لی۔ ولید کے پاس پہنچے تو اس نے ماہر فن اطباء کو جمع کیا، سب نے بالاتفاق پاؤں کاٹنے کا مشورہ دیا ورنہ بصورت دیگر یہ زخم ساری ٹانگ کھا جائے گا۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے آگے ترقی کر کے سارے بدن کو اپنی لپیٹ میں لے لے اور جان کے لالے پڑ جائیں۔ یہ صورت حال دیکھ کر آپ نے بھی اطبا کی رائے سے اتفاق کیا اور پاؤں کٹوانے کے لیے رضامند ہو گئے جب ضروری سامان مہیا ہو گیا تو اطباء نے درد کا احساس کم کرنے کے لیے پہلے آپ کو کوئی خواب آور دوائی کھلانا چاہی مگر آپ نے ایسی کوئی بھی دوائی کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں نہیں سمجھتا کہ کوئی بھی عقلمند ایسی چیز کھانے پر تیار ہو گا جو اس کی عقل کو ضائع کر دے اگر آپ احتیاطاً کچھ ایسا انتظام ضروری سمجھتے ہیں تو اس کی بہتر صورت یہ ہے کہ مجھے نماز شروع کر لینے دیں پھر مجھے درد کا احساس نہیں ہو گا۔ راوی کا بیان ہے آپ نے نماز شروع کر دی اور اطباء نے ماؤف جگہ سے اوپر (تاکہ بیماری کا احتمال نہ رہے) گھٹنے کے پاس سے آری کے ساتھ آپ کی ٹانگ کاٹ دی۔ واللہ ! آپ نے نہ تو کوئی جھرجھری لی اور نہ چیخ و پکار کی آواز آپ کے منہ سے نکلی۔[2]

---

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری صـ ۱۲۰ الجزء ۱۶ [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ ساری تکلیف آپ نے اس صبر و سکون سے برداشت کی گویا کچھ ہوا ہی نہیں حتیٰ کہ ولید کو جو اس مجلس میں بیٹھا باتیں کر رہا تھا اس وقت پتہ چلا جب آپ کی ٹانگ کو داغ دینے کے لیے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا اور گوشت کے جلنے کی بُو اس کے دماغ میں پہنچی۔[۱] جب مرہم پٹی ہو چکی اور آپ نماز سے فارغ ہوئے تو ولید نے آپ کی ٹانگ کٹنے کے بارے میں تعزیت کی۔ آپ نے فرمایا خدایا! تیرا شکر ہے میرے چار اعضاء تھے۔ ایک تو نے لے لیا ہے۔ اگر ایک لیا ہے تو تین باقی بھی چھوڑے ہیں۔ اب اگر تو نے مصیبت دی ہے تو ایک طویل عرصہ تک صحت سے بھی نوازا ہے۔ جو تو نے لے لیا ہے اور جو تو نے عطا فرمایا ہے اس پر تیرا شکر ہے۔[۲]

ایک روایت میں ہے پاؤں کاٹنے سے پہلے طبیب نے کہا تھوڑی سی شراب پی لیجئے تاکہ ناقابلِ برداشت درد کی وجہ سے زیادہ تکلیف نہ ہو۔ فرمانے لگے۔ میں جس علاج میں اللہ تعالیٰ سے صحت کی امید کرتا ہوں، حرام سے مدد لینا نہیں چاہتا۔ طبیب نے کہا پھر کوئی اور خواب آور دوائی استعمال کیجئے فرمایا میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ میرا کوئی عضو کٹے اور مجھے درد کا احساس نہ ہو۔ میں درد کے حصول میں ثواب کا امیدوار ہوں۔ پھر جب پاؤں کاٹنے کا وقت آیا تو چند مضبوط آدمی بلائے گئے پوچھا یہ لوگ کیوں آئے ہیں؟ اطباء نے کہا۔ یہ آپ کو پکڑیں گے کیونکہ شدتِ درد کی وجہ سے آدمی کا صبر و قرار جواب دے جاتا ہے۔ فرمانے لگے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ چنانچہ چھری سے تمام گوشت کاٹا گیا۔ ہڈی پر آری چلائی گئی اور آپ نماز، تسبیح و تہلیل میں مصروف رہے۔ جب آپکا پاؤں داغ دینے کے لیے کھولتے ہوئے تیل میں ڈالا گیا تو آپ پر معمولی غشی طاری ہوئی مگر جلد ہی ہوش میں آ گئے طبیب کے ہاتھ میں پاؤں دیکھ کر منگوایا اور اپنے ہاتھ میں لے کر ادھر ادھر سے دیکھا اور فرمانے لگے اس خدا کی قسم! جس نے اتنی عمر مجھے تیرے ذریعہ چلنے کی قدرت عطا فرمائی وہ جانتا ہے کہ میں تجھ پر چل کر کبھی کسی حرام کی طرف نہیں گیا۔[۳]

مزید تکالیف آپ کی آزمائش اور مصیبت کا اسی پر خاتمہ نہیں ہوا بلکہ اسی ابتلاء میں جب کہ آپ کو ہر طرح کے آرام اور سکونِ قلب کی سخت حاجت تھی۔ آپ کو اس سے بھی زیادہ دل گداز اور روح فرسا صدمہ پیش آیا۔ کہ آپکا بڑا لڑکا محمد جو آپ کا رفیقِ سفر تھا اور جس سے آپ کو بے حد محبت تھی، مکان کی چھت سے اصطبل میں گرا اسے گھوڑوں نے اپنے پاؤں تلے کچل دیا اور وہ موقعہ پر ہی جاں بحق ہو گیا۔ لوگوں نے آکر اطلاع دی تو اس

---

[۱] ابن خلکان صفحہ ۳۱۶ ج ۱ [۲] البدایہ صفحہ ۱۰۲ ج ۹ [۳] ابن خلکان صفحہ ۳۱۶ ج ۱

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجسمہ صبر نے فرمایا اللہ تیرا شکر ہے۔ یہ سات بھائی ہیں۔ ایک تو نے لے لیا ہے اور چھ کو باقی چھوڑا ہے اگر تو نے مصیبت میں مبتلا کیا ہے تو دیر تک خیر و عافیت سے بھی رکھا ہے۔ اگر تو نے لے لیا ہے تو عطا بھی تو نے ہی کیا ہے۔[1]

تسلیم و رضا جب آپ نے اپنے کام سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کی طرف رجعت فرمائی تو تسلیم و رضا کا یہ حال تھا کہ آپ نے قطعاً اپنے پاؤں یا اپنے بیٹے کا ذکر نہیں کیا جب وادی القریٰ میں جہاں آپ کے پاؤں میں تکلیف شروع ہوئی تھی پہنچے تو صرف اتنا کہا:۔

لقد لقینا من سفرنا ھذا نصبا — ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

جب آپ مدینہ شریف پہنچے تو لوگ آپ کے پاؤں کے کٹنے اور بیٹے کی وفات پر تعزیت کرنے کے لیے آئے۔ اسی دوران میں کسی نے کہا بعض کا خیال ہے کہ آپ سے کوئی بڑا گناہ سرزد ہوا ہے جس کی آپ کو یہ سزا ملی ہے اس پر آپ نے یہ شعر پڑھے ؎

لعمرک ما اھویت کفی لریبۃ — ولا حملتنی نحو فاحشۃ رجلی

واللہ! میں نے کسی مشکوک چیز کی طرف کبھی اپنا ہاتھ نہیں بڑھایا اور نہ کسی بے حیائی کی طرف میرے پاؤں مجھے اٹھا کر لے گئے ہیں۔

ولا قادنی سمعی ولا بصری لھا — ولا دلنی رأیی علیھا ولا عقلی

نہ میرے کان اور آنکھ نے بے حیائی کی طرف میری رہنمائی کی اور نہ میری رائے اور عقل نے مجھے یہ راستہ بتایا۔

تعزیت آپ کے پاؤں کٹنے اور بیٹے کی وفات پر سب سے اچھی تعزیت وہ ہے جو ابراہیم بن محمد بن طلحہ نے کی اس نے کہا واللہ! آپ کو اب چلنے کی ضرورت ہے نہ سعی و عمل کی حاجت۔ آپ کا ایک عضو اور ایک بیٹا جنت میں پہلے چلے گئے ہیں اور ان شاء اللہ کل بھی بعض کے پیچھے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس لیے زندگی بخشی کہ ہمیں آپ کے علم اور مفید مشوروں کی ضرورت تھی جن سے ہم کسی طرح مستغنی اور بے نیاز نہیں تھے۔ خداوند کریم ہمیں اور آپ کو اس سے متمتع فرمائے آپ کو ثواب جزیل

---

[1] البدایہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۲ [2] البدایہ صفحہ ۱۰۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عطا کرے، وہی آپ کے حساب کا کفیل ہے [1]

ایک عبرت انگیز واقعہ | بنو عبس کا ایک نابینا آدمی ولید کے پاس آیا۔ ولید نے اس سے آنکھیں ضائع ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے کہا امیر المؤمنین! میں اپنی قوم کا امیر کبیر آدمی تھا ایک رات ایک وادی میں اترا ہوا تھا کہ سیلاب آیا اور میرا تمام مال و اسباب اور اہل و عیال بہا کر لے گیا۔ بجز ایک نومولود بچے اور ایک اونٹ کے کچھ نہ بچا۔ اونٹ بڑا اڑیل تھا کسی طرح مجھ سے چھوٹ گیا میں بچے کو زمین پر لٹا کر اس کے پیچھے دوڑا۔ ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ بچے کی چیخ سنائی دی پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اسے بھیڑیا اٹھائے لیے جاتا ہے اور اس نے اس کا سر چبا ڈالا ہے جب کچھ پیش نہ گئی تو اونٹ کے پاس پہنچا۔ اسے پکڑنے لگا تو اس نے میرے منہ پر اس زور کی لات ماری کہ میرا چہرہ ٹوٹ گیا اور آنکھیں جاتی رہیں۔ اب میرے پاس اہل ہے نہ اولاد ہے۔ مال و متاع ہے اور نہ آنکھیں ہیں۔ ولید یہ ماجرا سن کر بولا۔ اسے حضرت عروہ کی خدمت میں لے جاؤ تاکہ انہیں معلوم ہو کہ دنیا میں ایسے بھی ہیں جن پر ان سے زیادہ آزمائشیں اور مصیبتیں آئی ہیں [2]

جود و سخا | آپ بہت بڑے فیاض تھے۔ غربا و مساکین کی اعانت اپنا فرض سمجھتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب کھجوریں تیار ہو جاتیں تو اپنے باغ کی دیوار توڑ دیتے لوگ آ کر کھاتے اور حسب حاجت اٹھا کر بھی لے جاتے تھے پھل ختم ہونے کے بعد آپ دیوار کی پھر مرمت کر دیتے [3] آپ باغ میں داخل ہوتے تو نکلنے تک یہ آیت ورد زبان رہتی ولو لا اذ دخلت جنتك قلت ما شاء الله لا قوة الا بالله [4]

مصر میں قیام | ابن یونس تاریخ الغربا میں لکھتے ہیں کہ آپ مصر تشریف لائے۔ بنو علہ کی ایک عورت سے شادی کی اور سات سال وہاں مقیم رہے [5]

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آپ زندگی کے کس حصہ میں وہاں تشریف لے گئے اور کیا شغل اختیار فرمایا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ آپ سفر شام سے پہلے ہی وہاں گئے ہوں گے اور تعلیم و تدریس ہی سے واسطہ رکھا ہو گا۔ واللہ اعلم۔

---

[1] ابن خلکان ص ۳۱۷ ج ۱ [2] ایضاً ص ۳۱۶ ج ۱ [3] ایضاً ص ۳۱۷ ج ۱ ، البدایہ ص ۱۰۲ ج ۹

[4] البدایہ ص ۱۰۳ ج ۹ [5] تہذیب التہذیب ص [illegible] ج ۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عقیق میں اقامت آپ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں مدینہ منورہ چھوڑ کر عقیق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ عبداللہ بن حسن اس کا سبب یوں بیان کرتے ہیں :-

حضرت امام زین العابدین اور حضرت عروہ کا معمول تھا کہ ہر روز عشا کی نماز کے بعد مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھ جاتے اور دیر تک گفتگو میں مصروف رہتے۔ مجھے بھی ان کی مجلس میں حاضر رہنے کا شرف حاصل تھا۔ ایک دن بنو امیہ کے جور و جفا کا ذکر چھڑ گیا۔ دونوں بزرگ تغییر منکر کی استطاعت نہ ہونے کے باوجود ان میں گھل مل کر رہنے کے باعث عذاب الٰہی سے ڈرنے لگے کہ کہیں ہم بھی ظالموں کے ساتھ اس کی لپیٹ میں نہ آ جائیں۔ حضرت عروہ نے کہا اے علی! جو ظالموں سے ان کے اعمال بد پر انکار کی وجہ سے ایک میل بھی دور ہو جائے تو ان پر آنے والے عذاب سے اس کی نجات کی امید ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے اپنی رہائش عقیق میں اختیار کر لی[1]

ملفوظات آپ سے بہت سے ملفوظات طیبات منقول ہیں جو سنہری حروف سے لکھے جانے کے قابل اور اس لائق ہیں کہ انہیں مشعل راہ بنایا جائے۔ چند ایک ملاحظہ فرمائیے :-

(۱) رُبَّ کلمۃ ذل احتملتھا اورثتنی عزا طویلا۔[2]	بہت دفعہ ایسا ہوا کہ میں نے ذلت کی بات برداشت کی لیکن مجھے اس سے دیرپا عزت حاصل ہوئی۔
(۲) قال لبنیہ یا بنی لا یعمدن احدکم الی ربہ عز و جل ما یستحی ان یعمد یہ الی کریمہ فان اللہ عز و جل اکرم الکرماء و احق من اختیر لہ[3]	اے میرے بیٹو! اللہ عز و جل کے نام پر وہ چیز نہ دیا جسے اپنے عزیز کو دیتے ہوئے شرم محسوس کرو۔ اللہ عز و جل سب سے زیادہ لائق احترام ہے اور اس بات کا حق دار ہے کہ اس کے نام پر پسندیدہ چیز دی جائے۔
(۳) یا بنی تعلموا فانکم ان تکونوا صغار قوم عسی ان تکونوا کبارھم۔ واسوأتاہ ما ذا اقبح	بیٹو! علم سیکھو۔ اگر آج تم قوم کے چھوٹے بچے ہو تو کل تم اس کے بڑے آدمی ہو گے ہائے بدنصیبی: بڑھا جاہل کتنا برا معلوم

---

[1] ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۱۳۵ - [2] حلیۃ الاولیاء جلد ۲ صفحہ ۱۷۷ - [3] ایضاً صفحہ ۱۷۷

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من شیخ جاھل۔ [1]

ہوتا ہے۔

(۴) اذا رأیتم خلۃ شر رائعۃ من رجل فاحذروہ وان کان عند الناس رجل صدق فان لھا عندہ اخوات واذا رأیتم خلۃ خیر رائعۃ من رجل فلا تقطعوا عنہ یاسکم وان کان عند الناس رجل سوء فان لھا عندہ اخوات [2]

جب کسی آدمی میں کوئی بدعادت دیکھو۔ تو خواہ وہ لوگوں کے نزدیک اچھا آدمی ہی ہو تم اس سے بچنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ اس میں ایسی بدخصلتیں اور بھی ہوں گی۔ اور جب تم کسی میں کوئی نیک عادت دیکھو تو خواہ وہ لوگوں کے نزدیک برا ہو تم اس سے مایوس نہ ہو۔ کیونکہ اس میں ایسی اور بھی بہت سی نیک خصلتیں پائی جائیں گی۔

(۵) تعلموا العلم تسودوا بہ ویحتاجوا الیکم۔ [3]

علم سیکھو۔ اس کی وجہ سے تمہیں سرداری حاصل ہوگی اور لوگ تمہارے محتاج ہو جائیں گے۔

جب ان پر مسجد نبوی چھوڑ کر عقیق میں عزلت گزینی پر اعتراض کیا گیا تو فرمایا:۔

رأیت مساجدھم لاھیۃ واسواقھم لاغیۃ والفاحشۃ فی فجاجھم شائعۃ فکان فیما ھنالک عما فیہ عافیۃ۔ [4]

میں نے ان کی مساجد کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے خالی، بازاروں کو شور و شغب سے بھرپور اور گلی کوچوں کو بے حیائی سے معمور دیکھا تو اس عزلت نشینی میں عافیت محسوس کی۔

اولاد و احفاد آپ صاحب اولاد تھے نو بیٹوں — عبداللہ، عمر، اسود، یحییٰ، محمد، عثمان، ابوبکر، ہشام، عبیداللہ اور — اور آٹھ بیٹیوں کے باپ تھے، جو مختلف بیویوں اور کنیزوں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ ان میں سے ہشام بہت بڑے ثقہ، کثیر الروایۃ محدث اور اپنے وقت کے امام تھے امام ابن شہاب زہری کے ہم مرتبہ تھے ۱۴۶ھ کو بغداد میں وفات پائی۔ آپ کے ایک بیٹے عمر بن عروۃ اپنے چچا عبداللہ بن زبیر کے ساتھ بنو امیہ کے خلاف لڑے اور اپنے چچا کے ساتھ ہی

[1] صفۃ الصفوہ جلد ۲ ص ۴۷ [2] حلیۃ الاولیاء جلد ۲ ص ۱۷۷ [3] تہذیب التہذیب جلد ... [4] طبقات کبریٰ شعرانی صفحہ ۲۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جام شہادت نوش فرمایا[1]

آپ کے پوتے عمر بن عبداللہ بن عروہ محدث تھے۔ ان کو آپ سے سماع حاصل تھا۔ اور اپنے والد عبداللہ سے بھی روایت کرتے تھے۔ آپ کے پانچ بیٹوں عبداللہ، عثمان، ہشام، محمد اور یحییٰ کو بھی آپ سے سماع حاصل ہے دوسروں کے حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

تلامذہ آپ سے بے شمار لوگوں نے شرف تلمذ پایا۔ حافظ ابن حجرؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب تہذیب التہذیب میں آپ کے تلامذہ کی طویل فہرست دی ہے۔ چند قابل ذکر اسماء درج ذیل ہیں: سلیمان بن یسار۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمان۔ ابو بردہ بن ابو موسیٰ اشعری۔ عبیداللہ بن عبداللہ۔ ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم۔ ابوالزناد۔ ابن ابی ملیکہ۔ عطاء بن ابی رباح۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز۔ عمرو بن دینار۔ محمد بن ابراہیم التیمی۔ محمد بن منکدر اور یحییٰ ابن ابی کثیر وغیرہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

وفات آپ نے ۷۵ سال عمر پاکر بروز جمعہ ۹۴ھ ہجری کو ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں فرع کے قریب مجاح نامی جگہ میں (جہاں آپ کی زمین اور باغات تھے) داعی اجل کو لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اور وہیں آپ کے جسد مبارک کو سپرد خاک کیا گیا۔ تغمدہ اللہ برحمتہ الواسعۃ الکاملۃ

یہ کتابیں ضرور منگائیے

صحیح بخاری شریف مترجم بین السطور فی پارہ دو روپے۔ صحیح مسلم شریف مترجم مع شرح نووی فی جلد -/-/۸۔ ابن ماجہ شریف اردو کامل -/-/۱۲ روپے۔ غنیۃ الطالبین کامل اردو دس روپے۔ رسالہ بیس آدمی ختم ہو گیا ہے۔ اب کوئی صاحب طلب نہ فرمادیں۔ رسالہ گیارھویں شریف معہ پانچویں شریف چھپکر آگیا ہے۔ ایک ایک آنے والے چار ٹکٹ بھیج کر طلب کیجئے۔

مکتبہ شعیب برنس روڈ کراچی نمبر ۱

مطبوعات المکتبۃ السلفیہ لاہور

سنن نسائی شریف عربی مع التعلیقات السلفیہ -/-/۴۰

حیات امام احمد بن حنبل مجلد (طبع دوم) -/-/۱۰

حیات شاہ ولی اللہ دہلوی مجلد -/-/۶

الفوز الکبیر عربی ٹائپ (زیر طبع) -/-/۳

دیوان حماسہ بحاشیہ مولانا اعزاز علی مرحوم (عربی)
(عنقریب طبع ہو جائے گا) -/-/۱۲

اصول تفسیر اردو (از ابن تیمیہ) -/۱۲/-

پیارے رسول کی پیاری دعائیں -/۸/-

[1] تہذیب التہذیب ص ۱۶۹ ج ۷ ۱۳

© rasailojaraid.com